میری خوشی کے قاتل

جرگہ......سلیم صافی

اس معاملے میں وہ سب ہمارے مجرم ہیں۔ قیامت کے دن ہم گناہگاروں کے ہاتھ حاکمان وقت‘ وغیرہ کے گریبانوں میں ہوں گے۔ ہم اللہ کے دربار میں شکایت کریں گے کہ اے ہمارے رب! دکھوں‘ دھماکوں‘ مصیبتوں‘ المیوں‘ منافقتوں‘ سازشوں‘ جھوٹ‘ فریب اور مکاری کے اس دور میں پورے سال کے دوران عید کی صورت میں خوشی کا ایک موقع ہاتھ آ گیا تھا اور اس کو بھی ان لوگوں نے اپنی اناؤں کی تسکین کی خاطر غارت کر دیا۔ ہم اپنے رب کے دربار میں شکایت کریں گے کہ جو دن آپ نے محبت‘ یکجہتی اور اتفاق کے جذبات کو ابھارنے کے لئے مختص کیا تھا‘ پچھلے سالوں کی طرح امسال بھی وہ ایک دن بھی ان لوگوں کی وجہ سے نفرتوں‘ تعصبات اور طعنہ زنی میں اضافے کا موجب بن گیا۔ مفتی منیب الرحمٰن ہوں کہ بشیر احمد بلور یا بابا حیدر زمان سب کے ساتھ ذاتی تعلق ہے اور عالم دین ہونے کے ناتے مفتی منیب الرحمٰن یا مفتی شہاب الدین پوپلزئی کا بے حد احترام بھی کرتا ہوں۔ یوں تحریر کی تلخی پر معذرت خواہ ہوں لیکن عید کے دن کا یہ کرب اب ناقابل برداشت ہوتا جا رہا ہے۔ پوری دنیا میں عید کے روز لوگ آپس میں ملتے ہیں تو مبارکباد دیتے اور ایک دوسرے کا حال دریافت کرتے ہیں لیکن ہمارے ہاں اس روز ملتے وقت پہلا سوال یہ ہوتا کہ تمہاری عید ہے کہ روزہ رکھا ہوا ہے؟ مبارکباد کے ایس ایم ایس کچھ اس قسم کے آتے ہیں کہ ”اگر آپ وزیرستان میں ہیں تو گزشتہ عید مبارک ہو، اگر پشاور میں ہیں تو عید مبارک ہو اور اگر پاکستان میں ہیں تو پیشگی عید مبارک ہو“۔ تو معاملہ یوں اور بھی دردناک ہو جاتا ہے کہ ہمارا ہی گھر تقسیم ہو جاتا ہے۔ اسلام آباد میں مقیم ہونے کی وجہ سے میری‘ والدہ صاحبہ‘ میری اہلیہ‘ چھوٹے بھائی اور بھابھی کی عید باقی ماندہ پاکستان کے ساتھ ہوتی ہے جبکہ بڑے بھائی‘ بہنیں‘ چچا اور ماموں وغیرہ مردان اور نوشہرہ میں ہونے کے ناتے ایک دن پہلے عید مناتے ہیں۔ جس دن بڑے بھائی‘ بہنوں اور دیگر رشتہ داروں کی عید تھی ہمارا تیسواں روزہ تھا۔ یوں بڑے بھائی اور بہنیں اس دن اپنی والدہ سے عید ملنے نہیں آ سکتے۔ ہر سال کی طرح امسال بھی وہ اپنی عید کے دوسرے روز اسلام آباد آئے اور ہم سے عید ملے۔ اب حاکمان وقت‘ مفتی منیب الرحمٰن اور مفتی شہاب الدین پوپلزئی صاحب ہمارے ساتھ اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا کر سکتے ہیں؟ مفتی منیب الرحمٰن صاحب خود روزے سے ہوں اور ان کے بچے عید منا رہے ہوں۔ عید کے روز پوپلزئی صاحب اپنے کسی بڑے سے عید ملنے جائیں اور انہیں جواب ملے کہ ان کا تو روزہ ہے تو تب ان کو پتہ لگ جائے گا کہ یہ کتنی بڑی اذیت ہوتی ہے جس سے ہر سال ان صاحبان کی وجہ سے ہم جیسے لاکھوں پاکستانیوں کو گزرنا پڑتا ہے۔ خیبر پختونخوا کے سینئر وزیر بشیر احمد بلور نے سیاسی ضرورت کے تحت پوپلزئی صاحب کے ساتھ کھڑے ہو کر اپنے صوبے میں ایک روز قبل عید منانے کا اعلان تو کر دیا لیکن ان کے ساتھ سوات‘ دیر اور ہزارہ کے ان کے پارٹی رہنماؤں نے بھی عید نہیں منائی۔ ان کی جماعت کے صوبہ سندھ کے صدر شاہی سید نے تو اب کے بار اکتیس روزے رکھ لئے۔ رمضان کے آغاز پر وہ لندن سے آ رہے تھے اور سحری انہیں دبئی میں کرنی پڑی تھی یوں انہوں نے خیبر پختونخوا کے لوگوں سے بھی ایک دن قبل روزہ رکھا تھا جبکہ عید انہوں نے کراچی میں ہونے کی وجہ سے مفتی منیب الرحمٰن کے اعلان کے مطابق منائی۔ یوں انہوں نے اب کے بار اکتیس روزے رکھ کر عید منائی۔

حقیقت یہ ہے کہ رویت ہلال کا قضیہ اصولوں کا نہیں بلکہ ذاتی دکانداری کا یا پھر بریلوی، دیوبندی تناؤ کا قضیہ ہے اور کم و بیش تمام فریقوں کا موقف تضادات پر مبنی ہے۔ مثلاً مفتی منیب الرحمٰن نے 29 رمضان کو اعلان فرمایا کہ ملک کے کسی حصے میں چاند نظر آنے کی شرعی شہادت موصول نہیں ہوئی اس لئے عید الفطر پیر کو ہوگی حالانکہ جب وہ یہ اعلان فرما رہے تھے تو مسجد قاسم علی خان کے مفتی پوپلزئی صاحب دعویٰ کر رہے تھے کہ انہیں کئی ایک شرعی شہادتیں موصول ہوئی ہیں۔ اب کی بار پشاور میں بیٹھی سرکاری صوبائی رویت ہلال کمیٹی بھی شرعی شہادتیں ملنے کا اعلان اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی کو عید نہ ہونے کا اعلان نہ کرنے کی درخواست کر رہی تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر دوسروں کی گواہی قابل قبول نہیں ہے تو پھر خود مفتی منیب الرحمٰن صاحب کی گواہی کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے کیونکہ وہ تو خود بھی ایک پختون ہیں پھر تو پورے پاکستان کا روزہ اور عید مشکوک ہو جاتی ہے۔ اگر پشاور کے پختون مفتی کا فتویٰ قابل وقعت نہیں ہو سکتا تو پھر مانسہرہ کے پختون مفتی کا کیسے ہو سکتا ہے؟ مفتی منیب الرحمٰن صاحب اپنے آپ اور اپنی کمیٹی کو ”قضا“ کا درجہ دیتے ہیں۔ ہم بھی ان کی اس حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں تبھی تو عید اور روزے کے سلسلے میں ان کے احکامات پر عمل کرتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ انہیں ”قضا“ کی یہ حیثیت کس نے دلوا دی ہے؟ ہم سب جانتے ہیں کہ انہیں اس منصب پر فوجی ڈکٹیٹر جنرل پرویز مشرف نے بٹھایا تھا اور اب وہ زرداری صاحب کی حکومت کے ایک وفاقی وزیر سید خورشید شاہ کے حکم سے اس منصب پر فائز ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا خیبر پختونخوا کے لوگوں کے لئے ”قضا“ کا یہ درجہ خیبر پختونخوا کی حکومت یا اس کی رویت ہلال کمیٹی کو حاصل نہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایک ”قضا“ دوسری ”قضا“ کی رائے کو اہمیت کیوں نہیں دیتا۔ اگر باقی پاکستان کے لئے شرعی لحاظ سے ان کے حکم کی تعمیل فرض ہے تو پھر کیا بابا حیدر زمان نے اپنے قضا کی حکم عدولی نہیں کی اور کیا مفتی منیب الرحمٰن صاحب کا یہ دعویٰ کہ ملک کے کسی حصے میں چاند نظر آنے کی شہادت موصول نہیں ہوئی‘ باطل نہیں ہو جاتا۔ بابا حیدر زمان نے دلیل دی کہ چونکہ رویت ہلال کے لئے مجاز اتھارٹی (مرکزی رویت ہلال کمیٹی) نے پیر کو عید منانے کا اعلان کیا ہے‘ اس لئے وہ اس کے حکم کی تعمیل اور خیبر پختونخوا کی حکومت کی خلاف ورزی کریں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا صوبے کے نام کو بدلنے کا فیصلہ مجاز اسمبلی اور سینیٹ نے نہیں کیا پھر وہ اس فیصلے پر سیخ پا کیوں ہوئے؟ مفتی شہاب الدین پوپلزئی اس لئے زیادتی کر رہے ہیں کہ انہیں شرعی اور آئینی لحاظ سے اپنی عدالت لگانے کا کوئی اختیار نہیں، انہیں خیبر پختونخوا کے عوام کی اکثریت نے یہ کام سونپا ہے‘ کسی عدالت نے اور نہ حکومت نے۔ ان کا موقف اس لئے بھی صحیح نہیں لگتا کہ سال کے باقی تمام مہینوں میں وہ اپنی یہ عدالت نہیں لگاتے اور ان کے پیروکار بھی دیگر مذہبی ایام مرکزی رویت ہلال کمیٹی کی کیلنڈر کے مطابق مناتے ہیں۔ اب جب باقی ایام میں خیبر پختونخوا کا چاند باقی ملک کے چاند کے ساتھ نظر آتا ہے تو اس خاص مہینے میں کیا تبدیلی آ جاتی ہے کہ پشاور کا چاند پہلے نکل آتا ہے۔ تبھی تو ہم جیسے گناہگار طالب علم یہ عرض کرنے کی جسارت کر رہے ہیں کہ یہ اصولوں کا نہیں

بلکہ ذاتی دکانداری یا پھر مسلکی اختلاف کا شاخسانہ ہے۔ کئی ناقدین اعتراض کرتے ہیں کہ علمائے کرام کو سال میں عید کے چاند کی وجہ سے ٹی وی پر آنے کا موقع ملتا ہے جسے وہ کھونا نہیں چاہتے مفتی منیب الرحمٰن تو بغیر رویت ہلال کے بھی ہمہ وقت ٹی وی ٹاک شوز کی ضرورت رہتے ہیں اور مجھ سمیت لاکھوں لوگ ان کو جانتے، سنتے اور پسند کرتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو ''قضا'' کا درجہ دیتے ہیں لیکن نہ جانے اس اصول کی طرف توجہ کیوں نہیں دیتے کہ جب جج کے بارے میں بھی کوئی ملزم اعتراض اٹھالیتا ہے تو وہ بنچ سے الگ ہونے میں دیر نہیں لگاتا۔ جب ایک صوبے کے عوام کی اکثریت یا پھر ایک صوبے کی حکومت ان کو ماننے کیلئے تیار نہیں تو وہ ازخود اس منصب سے الگ کیوں نہیں ہوجاتے۔ انہوں نے خیبر پختونخوا حکومت کا فیصلہ اور پشاور کے علماء کی گواہی کو اس بنیاد پر مسترد کیا کہ ماہرین فلکیات کی رو سے اس روز چاند کی رویت کا کوئی امکان نہیں تھا۔ اب جب فیصلہ ماہرین فلکیات کی رائے کے مطابق ہونا ہے تو پھر اس کمیٹی اور اس پر اٹھنے والے سرکاری اخراجات کی کیا منطق ہے۔ بہت ہوگیا یہ کمیٹی اور خیبر پختونخوا کے یہ علماء اگر اس مسئلے کو حل کرنے کے اہل ہوتے تو پچھلے پینسٹھ سالوں میں حل کر چکے ہوتے۔ اب تو معاملہ دو عیدوں سے بڑھ کر تین تک چلا گیا۔ وفاقی حکومت کو چاہئے کہ وہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی ختم کردے، صوبائی جیسی کمیٹیوں پر بھی پابندی عائد کردے۔ یا تو عید اور رمضان وغیرہ کے فیصلے کو اسی طرح سعودی عرب کے ساتھ منسلک کردے جس طرح کہ افغانستان، عالم عرب اور پورے مغربی دنیا کے مسلمانوں نے کیا ہے یا پھر ماہرین فلکیات کی ایک کمیٹی بنادی جائے اور اس کی رپورٹ اور فیصلے کی روشنی میں حکومت ایک ہینڈ آؤٹ کے ذریعے رمضان کے آغاز اور اختتام کا اعلان کرے۔ یوں بھی اس کی وجہ سے ہر سال رویت ہلال کمیٹی میں شامل معزز علمائے کرام اس ایک اجلاس کی وجہ سے ہر سال اعتکاف میں بیٹھنے سے رہ جاتے ہیں۔ یوں ان عظیم دینی ہستیوں کی مشکل حل ہوجائے گی وہ اطمینان سے اعتکاف بھی بیٹھ سکیں گے اور اپنے اپنے علاقوں میں اطمینان کے ساتھ عید بھی منا سکیں گے اور ہم جیسے گناہگاروں کی عید کی خوشی بھی غارت نہیں ہوگی۔